"بلوچی تفسیر" کے تفسیری منہج کا تحقیقی مطالعہ

A research study of Tafsiri Manhaj in "Balochi Tafsir"

Mehmood
Lecturer Islamic studies, Balochistani Residential College, Uthal, Lasbaila:
saadikharani@gmail.com

Dr. Muhammad Shahid
Assistant Professor & Incharge, Department of Hadith & Hadith Sciences, Allama Iqbal Open University, Islamabad:
shahid_edu98@yahoo.com

Abstract:
Tafasir of the Holy Quran have been written in different regions and in different languages. These Tafasir include the "Balochi Tafsir" written in the Balochistan region, in Balochi language which was published in 2012. This Tafsir is written by Sheikh Abdul Ghaffar Zamrani in the nineteenth century and is a representative interpretation of Salafism. In this Tafsir, Tafsir al-Qur'an with Qur'an and Tafsir al-Qur'an with Hadith are organized. Sheikh Al-Albani has been relied upon in the chain of hadith. Jurisprudential and theological debates have also been committed. Most of the opinions of Imam Ibn Taymiyyah and Imam Ibn Qayyim have been preferred in jurisprudence. Tafsir is very useful in exegetical problems in the present day.
Keywords: *Zamrani, Balochi Tafsir, Mathoor*

شیخ عبدالغفار ضامرانی کے حالات زندگی:

شیخ عبدالغفار ضامرانی کی پیدائش مکران کے ضامران سورگ کے علاقے شوندار میں 1352ھ بمطابق 1931ء کو ہوئی۔ ولادت کا دن متعین طور پر معلوم نہ ہو سکا کیونکہ اس دور میں لکھنے کا رواج نہ تھا اور عموماً کسی حادثے، زلزلے، بارش، یا جنگ وغیرہ کی مناسبت سے تاریخ ولادت وموت کو یاد رکھنے کا رواج تھا۔

آپ کا پورا نام ونسب یوں ہے: عبدالغفار بن کہدہ داد محمد بن کہدہ گمانی بن میر ویدی بن آدم بن شیہ (شاہ) فقیر بن

جنگی بن عالی بن ویدی بن اعلی دین بن خداداد بن شیہک بن فیروز بن گلو بن باسک آسکانی رندی ضامرانی بلوچ[1] شیخ کا خاندانی تعلق قبیلہ آسکان سے ہے جو بلوچوں کے مشہور قبیلے رند کی ایک شاخ ہے۔ اور ضامرانی کی نسبت اس پہاڑی خطے میں رہائش پذیر ہونے کی وجہ سے ہے جو "ضامران" کے نام سے مشہور ہے۔ جسو آپ کے آباء اجداد کا مسکن رہا ہے۔

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی کے آخری بیس سالوں میں شوگر کے مرض میں مبتلا رہے، روز بروز کمزور ہوتے گئے، آخری پانچ سالوں میں زیادہ نقل و حرکت کرنے سے عاجز ہوگئے۔ تربت اور کراچی کے مختلف ہسپتالوں میں زیر علاج رہے، آنکھوں کا آپریشن ہوا جس کی وجہ سے بینائی بھی چلی گئی۔ آخری سال بالکل صاحب فراش ہوگئے، کبھی صحت ٹھیک ہوتی تو کبھی بالکل بگڑ جاتی، متعدد ہسپتالوں میں لے جایا گیا، سوموار کی سحری کے وقت فجر سے قبل 1425ھ بمطابق 31 مئی 2004ء کو ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے ہسپتال ہی میں وفات پاگئے۔ انہی کی وصیت کے مطابق حب چوکی ہی میں دفن ہوئے۔[2]

حصول علم کی روئداد

شیخ عبدالغفار ضامرانی نے اپنی تعلیمی زندگی کے مختلف مراحل کو اپنی خود نوشت زندگی "نامی مخطوطہ تحریر میں تفصیل سے لکھا ہے، چنانچہ اس میں "میں نے کس طرح تعلیم حاصل کی؟" کے عنوان سے رقم طراز ہیں:

"میری عمر تقریباً آٹھ یا نو سال کی تھی کہ والد صاحب نے بکری اور بھیڑ چرانے کا کام سپرد کیا، چھ سال تک اسی کام میں لگا، میری خالہ قرآن کریم کی ناظرہ کی بہت اچھی تعلیم یافتہ تھیں، میں صبح اور شام ان کے پاس قرآن کریم پڑھتا تھا اور ان کے پاس قرآن کریم ختم کیا، چودہ سال جب عمر ہوگئی تو میں والد کی اجازت کے بغیر ضامران سے بھاگ کر تربت میں پڑھنے کے لئے آیا۔

تربت میں ایک بہت بڑا عالم تھا جس کا نام نور محمد تھا، تربت میں قاضی تھا اور ہمارا رشتہ دار تھا، میں اس کے پاس آیا کہ مجھے پڑھانا۔ قاضی صاحب نے مجھے تربت کے قریب شاہی تمپ میں ایک بزرگوار ملّا جس کا نام محمد سعید تھا اس کے

---

[1] حاجی ابراہیم، (شیخ کا بھائی) اور ملا عبدالہادی (شیخ کا قریبی عزیز) انٹرویو۔
Haji Ibrahim, (Sheikh's brother) and Mulla Abdul Hadi (Sheikh's close friend), interview.

[2] عزیز الرحمٰن ضامرانی، مولانا، انٹرویو۔
Azizur Rahman Zamrani, Maulana, interview, transferred above.

پاس بھیجا کہ اس کو پڑھاؤ، چنانچہ میں نے جا کر ان کے پاس کریما یعنی پنج کتاب (جو فارسی زبان میں ہے) کچھ پڑھا، پھر تقریبا ایک دو مہینے کے بعد قاضی کے پاس آیا کہ ادھر نہیں بیٹھ سکتا۔ تربت کے اندر مدرسہ تھا اس کے بانی کا نام بھی نور محمد تھا، وہ بھی دیوبند کا فارغ شدہ عالم تھا۔ بہت قابل فاضل شخص تھا، اصل میں پروم کے آدمی تھے، قاضی صاحب نے مدرسہ میں میرا داخلہ کرادیا، دوسال تک ادھر دو جماعت اردو کی اور "مالابّد منہ" جو کہ فقہ حنفی کی کتاب ہے۔ گلستان سعدی یہ دونوں کتاب قاضی صاحب سے خارج مدرسہ میں پڑھی۔ اس وقت میری عمر سولہ سال تھی، پھر تین چار مہینہ پڑھنا چھوٹ گیا۔ "[3]

اس کے بعد کا تعلیمی سفر شیخ نے خود لکھا ہے:

"بعدہ سیدھا لسبیلہ گیا جو کہ حب سے قریب ہے، بلوچستان کا ایک ضلع ہے وہاں ایک بلوچ قاضی جس کا نام بشیر احمد تھا بوستان سعدی وہاں پڑھا، پھر وہاں (سے) کراچی مدرسہ احرار الاسلام میں جا کر داخلہ لیا۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد عمر بلوچ (تھے)، دوسال تک یہاں کچھ صرف و نحو کی کتابیں اور نور الایضاح اور قدوری پڑھ کر "ثمَّ خیر" کے طلبہ کے وسوسے کی بناء پر یہاں سے سندھ جام ساباد چلے گئے، وہاں پھر ارشاد الصرف، مفید الطالبین وغیرہ کچھ ادبی کتابیں پڑھ کر پھر سندھ ٹنڈوالہیار میں آکر داخلہ لیا۔ ایک سال یہاں گزارا، یہاں کنزالدقائق، اصول الشاشی، کافیہ، شرح التہذیب پڑھ کر چھٹی میں سندھ، حیدرآباد آیا، یہاں ہمارے ایرانی آسکانی خاندان کے پیش امام مسجد تھے، جس کا نام محمد موسیٰ تھا۔ اتفاقاً وہ بیمار ہو گیا اور مجھے اپنی جگہ مقرر کیا۔"[4]

اس کے بعد کے تعلیمی احوال پر مشتمل شیخ کے مخطوطہ "خود نوشت" سے متعلقہ صفحات غائب ہیں، لہذا مزید احوال مولانا عزیز الرحمٰن ضامرانی سے معلوم ہوئے جو کہ درج ذیل ہیں:

" شیخ جب اگلے سال گئے تو دوبارہ کنزالدقائق مولانا عبداللہ پشینی سے پڑھی۔ کچھ عرصہ کھڈو کے مدرسے میں پڑھا، پھر دارالعلوم کراچی میں پڑھا جہاں اس وقت میں مولانا سلیم اللہ خان درس دیتے تھے، دارالعلوم کراچی کے بعد شیخ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی تشریف لے گئے جہاں انہوں نے مولانا یوسف بنوری اور مفتی ولی حسن

---

[3] ضامرانی، عبدالغفار، شیخ، عبدالغفار ضامرانی کی خود نوشت زندگی، مخطوطہ، ص:3

Zamrani, Abdul Ghaffar, Sheikh, Abdul Ghaffar Zamrani's autobiography, manuscript, p. 3.

[4] ضامرانی خود نوشت زندگی، مخطوطہ، محولہ بالا

Zamrani's autobiography, manuscript, transferred above.

ٹونکی اور دیگر قابل اساتذہ سے پڑھا، اور بنوری ٹاؤن سے امتیازی نمبروں سے سند فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد شیخ نے اپنے علاقے میں آ کے نہایت محنت سے دعوت و تبلیغ کے کام کا آغاز کیا۔[5]

مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ اور تعلیم سے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے مولانا عزیز الرحمٰن ضامرانی نے کہا ہے:

1967ء کو شیخ سالم نے شیخ کے مدینہ یونیورسٹی میں پڑھنے کے لئے ان کا ویزا لگوایا چونکہ اس وقت شیخ کے والد صاحب سخت بیمار تھے، اس لئے وہ مدینہ یونی ورسٹی نہیں گئے۔ دوبارہ ویزا لگا پھر بھی نہیں گئے، کیونکہ ان کے والد سخت بیمار تھے۔ تیسری بار جب ویزا لگا تو والد صاحب کے شدید اصرار پر مدینہ یونی ورسٹی جانے کے لئے راضی ہو گئے۔ سفر کے لئے روانہ ہوئے ابھی ضامران کے علاقے میں تھے کہ انہیں اطلاع ملی کہ آپ کے والد انتقال کر گئے ہیں تو واپس آئے۔ والد صاحب کے جنازے اور تدفین سے فراغت کے بعد سفر پر روانہ ہو گئے، جس وقت شیخ مدینہ یونی ورسٹی حصول علم کے لئے گئے۔ اس وقت ان کی عمر 36 سال تھی، جامعہ اسلامیہ پہنچنے کے بعد وہاں طلبہ کے لئے ایک قانون نافذ تھا، جو شرعی اعتبار سے درست نہ تھا شیخ نے اس قانون کے تقاضے پورے کرنے سے انکار کر دیا اور یوں ان کا قضیہ رئیس الجامعہ مفتی اعظم سعودی عرب عبد اللہ بن باز کے پاس چلا گیا، عبد اللہ بن باز بذات خود اس شرعی قانون کے نفاذ سے لاعلم تھے جب عبد اللہ بن باز کو اطلاع ملی کہ پاکستان کے ایک بلوچ طالب علم نے فلاں قانون کی موجودگی کی صورت میں جامعہ اسلامیہ میں پڑھنے سے انکار کر دیا ہے تو عبد اللہ بن باز نے وہ قانون منسوخ کروا دیا اور شیخ کو بلا کر شاباش دی اور اس کی وجہ سے عبد اللہ بن باز شیخ کو عزیز رکھتے تھے۔ شیخ نے جامعہ اسلامیہ میں کل نو سال تعلیم حاصل کی اور 1976ء کو کلیہ شرعیہ سے فارغ التحصیل ہو گئے۔[6]

شیخ کا مسلک

شیخ عبد الغفار ضامرانی شروع میں حنفی تھے۔ تعلیم بھی اکثر حنفی مدارس میں پائی، مگر زمانہ طالب علمی میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس کی وجہ سے انہوں نے حنفیت ترک کر کے سلفیت کا مسلک اختیار کیا۔ اس واقعہ کی تفصیل خود ان کی زبانی ملاحظہ کیجئے:

---

[5] عزیز الرحمٰن ضامرانی، مولانا، انٹرویو۔

Azizur Rahman Zamrani, Maulana, interview.

[6] عزیز الرحمٰن ضامرانی، مولانا، انٹرویو۔

Azizur Rahman Zamrani, Maulana, interview.

" پھر سندھ ٹنڈو الہیار میں آکر داخلہ لیا، ایک سال یہاں گزارا، یہاں کنزالد قائق، اصول الشاشی، کافیہ اور شرح تہذیب پڑھ کر چھٹی میں سندھ حیدر آباد آیا۔ یہاں ہمارے ایرانی آسکانی خاندان کے پیش امام مسجد تھے۔ جس کا نام محمد موسیٰ تھا، اتفاقاً وہ بیمار ہو گیا اور مجھے اپنی جگہ (امام) مقرر کیا، ایک ماسٹر کا مجھ سے کچھ صداقت کا سلام علیکم کا تعلق پیدا ہوا، اس نے ایک کتاب "جاء الحق وزهق الباطل "مفتی احمد یار کی کتاب دے دی، میں چونکہ فارغ البال تھا ، چھٹی کے ایام تھے۔ میں نے کتاب کو خوب غور سے مطالعہ کیا، اس کتاب کے پڑھنے سے تقلید شخصی ذہن سے نکلی اور مسلک محدثین جس کو پاکستان میں اکثر اہل حدیث سے تعبیر کرتے ہیں، مصر، سوڈان اور دوسرے بعض ممالک میں "انصار السنۃ" اور سعودیہ اور خلیجی ریاستوں میں "سلفیہ" سے مشہور ہیں۔ اس مسلک کو اختیار کیا۔
"جاء الحق" نے مسلک اہل حدیث کی طرف یوں میری رہبری کی کہ اس میں نصوص قطعیہ کو بے سند حکایات ، خوابوں سے اور صوفیوں کی جھوٹی مکاشفات کے سامنے معارض قرار دے کر پھر ترجیح آیات محکمات پر انہی خرافات کو دیتے تھے۔ اسی طرح نصوص کی اہمیت اور وہ حقیقی عظمت جو کہ سلف کے صحیح سینوں میں تھی، ان مقلدین میں بالکل مفقود تھی، اس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ ہر مقلد اپنے امام کو سب سے بڑا دکھانے کے لئے دوسرے امام کی دلیل کو اگرچہ وہ بہت زیادہ قوی ہو، تاویل وغیرہ کرتے، کچھ نہ بنے تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ آیت یا حدیث منسوخ ہے ، تاریخ کے تقدم و تاخر کے علم سے اگرچہ کلی طور پر بے خبر کیوں نہ ہو"[7]

یوں شیخ ضامرانی نے حنفیت چھوڑ کر سلفیت کی راہ لی، اور تادم واپسیں نہ صرف یہ کہ مسلک سلفیت سے وابستہ رہے ، بلکہ اس کے بہت بڑے داعی اور دفاع کرنے والے کی حیثیت سے کردار ادا کیا۔

شیخ عبد الغفار ضامرانی کی تصنیفی خدمات

شیخ عبد الغفار ضامرانی ایک ہمہ جہت شخصیت تھے، ان کی خدمات کا دائرہ متعدد پہلوؤں تک وسیع تھا، ان کی تصنیفی خدمات کا مختصر تذکرہ حسب ذیل ہے:

[7] ضامرانی، عبد الغفار، مولانا، عبد الغفار ضامرانی کی خود نوشت زندگی، مخطوطہ، ص:15،14

Zamrani, Abdul Ghaffar, Maulana, Abdul Ghaffar Zamrani's autobiography, manuscript, p. 14, 15.

(الف) عربی میں تالیفات

i. اَلْفِئَةُ الذِّكْرِيَّةُ وَفِتْنُهَا فِيْ مَكْرَانَ

یہ چھوٹا رسالہ ہے۔ جو مکران میں آباد "ذکری فرقے" سے متعلق ہے۔ یہ رسالہ صدیقی ٹرسٹ کے اہتمام سے پہلی دفعہ شائع ہوا۔ اس کے بعد جمعیۃ انصار السنۃ بلوچستان نے شائع کیا آخری طباعت دار الفتح الشارقہ امارات کے زیر اہتمام 1414ھ بمطابق 1994ء میں ہوئی۔

ii. قَافِلَةَ السُّنَّةِ سِيْرِیْ مَعَ الرَّسُوْلِ

یہ ایک متوسط ضخامت کا رسالہ ہے، غیر مطبوع ہے۔ جس میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب و سنت سے تمسک پر زور دیا ہے اور تقلید اور اس کے نقصانات پر بحث کی ہے۔

iii. شَهَادَاتُ الصَّادِقِيْنَ شَهَادَاتٌ لَاتُرَدُّ

یہ بھی مخطوط ہے جس میں علماء اہل سنت کے ان وصایا کو جمع کیا ہے جو انہوں نے قرآن و سنت کی اتباع اور اعتصام سے متعلق دیئے ہیں۔

iv. اَلْكَشْكُوْلُ

یہ درمیانہ حجم کا ایک مخطوط رسالہ ہے۔ یہ آپ کے مطالعہ کا نچوڑ ہے۔ دوران مطالعہ جو فوائد، نکات اور نوادرات سامنے آئے ان کو جمع کر کے ترتیب دیا۔ یہ رسالہ عربی، اردو اور فارسی زبانوں میں ہے۔

v. اَلْجَمْهُورِيَّةُ كُفْر وَنَظَام غَيْرُ مَعْقُول

جمہوریت پر تنقید کے موضوع پر مشتمل یہ کتاب غیر مطبوع ہے۔

(ب) اردو میں تالیفات

i. كَشْفُ الْكُسُوْفِ فِيْ مَسَائِلِ الصُّفُوْفِ

اس مختصر رسالے میں نماز میں صف بندی کی اہمیت سے متعلق احادیث و روایات اور اقوال علماء کی روشنی میں سیر حاصل بحث موجود ہے۔ جمعیت انصار السنۃ مکران نے 1419ھ میں شائع کیا۔

ii. اَلْقُرْبَةُ بِالسُّتْرَةَ فِي الْمَسَاجِدِ وَالْغُرْفَةُ

اس رسالہ میں سُترہ اور اس کے احکامات کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ جمعیت انصار السنۃ مکران نے 1420ھ میں شائع کیا۔

iii. الرُّجُوْبُ لِمَنْ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْغُرُوْبِ

احناف نماز مغرب سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنے کے قائل نہیں ہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ ان کی تردید میں اس رسالہ کے اندر اپنے دلائل وبراہین پیش فرماتے ہیں۔جمعیت انصارالسنۃ مکران نے 1418ھ میں شائع کیا۔

iv. کیا ذکری مسلمان ہیں؟

اس رسالہ میں شیخ نے "ذکری فرقے" کے عقائد و نظریات کا تفصیلی جائزہ لیکر یہ بحث کی ہے کہ کیا ذکری مسلمان ہیں؟جمعیت انصارالسنۃ مکران نے 1418ھ میں شائع کیا۔

v. اَلنُّخْبَةُ فِيْ تَرْجَمَةِ الْخُطْبَةِ

احناف کے نزدیک جمعہ کا خطبہ عربی زبان میں دیناضروری ہے۔ شیخ نے ان کے رد میں رسالہ لکھاہے اور دلائل کے ساتھ یہ بات ثابت کی ہے کہ غیر عربی زبان میں بھی خطبہ جمعہ دیا جاسکتاہے۔جمعیت انصارالسنۃ مکران نے 1419ھ میں شائع کیا۔

(ج)بلوچی میں تالیفات

i. بلوچی تفسیر

"بلوچی تفسیر" کے نام سے شیخ نے آخری پچیس پاروں کی تفسیر لکھی۔ان کی وفات کے بعد ان کے داماد حافظ اسماعیل ضامرانی نے بقایاپانچ پاروں (یعنی قرآن کی ابتدائی پانچ پارے) کاترجمہ وتفسیر لکھاہے۔جمعیت انصار السنۃ بلوچستان نے 2012ءشائع کیا۔

بیائے نمازٓ رسول اللہ ﷺ ءِوانین

اس رسالہ کے اندر رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نماز تکبیر تحریمہ سے لیکر سلام پھیرنے تک مفصل موجود ہے۔نام کا ترجمہ ہے "آؤ رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھیں "جمعیت انصارالسنۃ مکران نے 1420ھ میں شائع کیا۔

ذکریاں! گوں قرآنا دل گوشی (صفحات:176)

یہ ایک مطبوعہ رسالہ ہے، عنوان کا ترجمہ ہے: "اے ذکریو! قرآن میں غور کرو"۔ اس میں ذکریت سے متعلق بحث کی ہے۔اور انہیں قرآن پاک میں غور وفکر کی دعوت دی ہے اور اتباع حق کی ترغیب دی ہے۔

یہ رسالہ جمعیت انصار السنۃ بلوچستان کے زیر اہتمام 1421ھ میں شائع ہوا۔

تفسیری منہج:

بلوچی تفسیر کا تفسیری منہج درج ذیل ہے:

i. تفسیر القرآن بالقرآن

شیخ عبد الغفار ضامرانی نے بلوچی تفسیر میں تفسیر القرآن بالقرآن کا بھرپور التزام کیا ہے، اور تفسیر القرآن بالقرآن میں ان کے منہج کے متعدد پہلو ہیں، جن میں سے چند مناہج حسب ذیل ہیں:

شیخ ضامرانی کا تفسیر القرآن بالقرآن میں ایک منہج یہ ہے کہ کسی آیت کی تفسیر میں صرف ایک آیت سے استدلال کرتے ہیں اور اس کے ذریعے زیر بحث آیت کی تفسیر کرتے ہیں مثلاً:

﴿ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاً ﴾[8]

اس کی تفسیر میں شیخ ضامرانی نے لکھا ہے:

"یہ آیت اس بات کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت ہر دور کے تمام لوگوں کے لئے ہے، وہ آخری نبی ہیں، ان کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا، اب نجات کا دارومدار نہ یہودیت میں ہے نہ عیسائیت میں اور نہ کسی اور دین میں، بلکہ نجات صرف دین اسلام اور محمد ﷺ کی پیروی میں ہے۔ قرآن پاک میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚوَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْن﴾[9]

ترجمہ: "جو دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرتا ہے وہ ہرگز قابل قبول نہ ہوگا، اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا"۔[10]

---

[8] سورۃ الاعراف (7): 158

Surah Al-A'raf (7):158.

[9] سورۃ آل عمران (3): 85

Surah Aal-e-Imran (3):85.

[10] ضامرانی، عبد الغفار، مولانا، عبد الغفار ضامرانی، بلوچی تفسیر، الجامعۃ السلفیۃ دعوۃ الحق، کوئٹہ، بلوچستان، ص:409۔

Zamrani, Abdul Ghaffar, Maulana, Abdul Ghaffar Zamrani, Balochi Tafsir, Al-Jamiat Al-Salafiyya Da'wat Al-Haqq, Quetta, Balochistan, p. 409.

یہاں پر شیخ نے سورۃ اعراف کی آیت نمبر 158 کی تفسیر سورۃ الٰ عمران کی آیت نمبر 85 سے کی۔ یہ تفسیر القرآن بالقرآن کی ایک مثال ہے۔

ii. تفسیر القرآن بالحدیث

شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بلوچی تفسیر میں اس بات کا خصوصی التزام فرمایا ہے کہ آیت کی توضیح و تشریح کسی نہ کسی روایتِ حدیث کے ذریعے کی جائے۔ مثلاً

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓىِٕكَ رَفِيْقًا﴾[11]

ترجمہ: اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں شیخ عبد الغفار ضامرانی نے متعدد احادیث کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔

ترجمہ: "آدمی قیامت میں اسی کے ساتھ ہو گا جس سے اسے محبت تھی"

تفسیر القرآن بالسنہ کے لئے مزید مثالوں کے لئے ملاحظہ ہو۔

1. سورۃ الٰ عمران آیت نمبر 14 کی تفسیر،[12]
2. سورۃ الحج آیت نمبر 24 کی تفسیر،[13]
3. سورۃ النور آیت نمبر 16 کی تفسیر،[14]

---

[11] سورۃ النساء (4):69

Surah An-Nisa (4):69.

[12] بلوچی تفسیر، ص:117۔

Balochi Tafsir, p. 117.

[13] بلوچی تفسیر، ص:796۔

Balochi Tafsir, p. 796.

[14] بلوچی تفسیر، ص:838۔

Balochi Tafsir, p. 838.

اس کے علاوہ لاتعداد مقامات ہیں جہاں آیت کی توضیح و تفسیر مستند روایات حدیث کے ذریعے کی گئی ہے۔

iii. اسرائیلی روایات سے عدم استدلال

شیخ عبدالغفار ضامرانی نے اپنی تفسیر "بلوچی تفسیر" میں اسرائیلی روایات سے حتی الامکان بھرپور پرہیز کیا ہے، تاہم جن آیات کے ذیل میں مفسرین نے اسرائیلی روایات لائے ہیں، ان کا اجمالا تذکرہ کرکے بھرپور تنقید بھی کی ہے۔ چنانچہ "الغرانیق العلیٰ" والے قصّے کے سلسلے میں سورۃ الحج کی آیت نمبر 52 میں تفصیلی نقد کی ہے۔

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾[15]

"ہم نے آپ سے پہلے جس رسول اور نبی کو بھیجا اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے دل میں کوئی آرزو کرنے لگا، شیطان نے اس کی آرزو میں کچھ ملا دیا، پس شیطان کی ملاوٹ کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دانا اور باحکمت ہے۔"

اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی نے لکھا ہے:

جب بھی نبی اکرم ﷺ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تو شیطان یہ کوشش کرتا کہ اس کی تلاوت میں اپنی باتیں شامل کروائے، اور ان کے دل میں وسواس ڈال دے، تاکہ اسے گرانی اور دقت پیش آئے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی نگہبانی کی اور شیطان کی کوشش کو ناکام بنادیا اور آیات کی حفاظت فرمائی۔ اور یہاں پر اپنے پیغمبر کو تسلی دے رہے ہیں کہ شیطان اور اس کی یہ چالاکیاں صرف تمھارے ساتھ نہیں ہوئی ہیں بلکہ اس نے تم سے پہلے والے پیغمبر وں کے پڑھنے میں بھی اپنی باتیں شامل کرنے کی مذموم کوشش کی ہے، مگر جس طرح اللہ نے سابقہ پیغمبروں کے سامنے شیطان کی یہ کوشش ناکام بنادی ہے اور اپنے پیغمبروں کی حفاظت کی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تمھاری بھی حفاظت کرے گا۔[16] "

اس تفسیر کے بعد شیخ ضامرانی نے ایک اسرائیلی روایت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس پر تنقید کی ہے۔ چنانچہ

---

[15] سورۃ الحج، (22):52

Surah Al-Hajj, (22:52).

[16] بلوچی تفسیر، ص:805۔

Balochi Tafsir, p. 805.

فرماتے ہیں:

"اس مقام پر کچھ مفسرین نے ایک جھوٹا واقعہ بیان کیا ہے جو قصہ الغرانیق العلی کے نام سے مشہور ہے۔ کہ آپ ﷺ سورۃ النجم کی تلاوت فرمارہے تھے جب اس آیت پر پہنچے کہ (اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى)[17] تو آپ ﷺ کی زبان سے یہ جملہ نکلا (تِلْكَ الْغَرَانِيْقَ الْعُلٰى ،وَأنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى) "کہ یہ بلند شان والے معبود ہیں جن کی سفارش کی امید کی جاتی ہے "لیکن محدثین نے یہ واقعہ جھوٹا اور من گھڑت قرار دیا ہے۔ امام ابن کثیر نے کہا ہے کہ: یہ واقعہ صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے، امام بیہقی نے فرمایا کہ اس واقعہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ امام ابن خزیمہ نے فرمایا کہ یہ بالکل جھوٹا قصہ ہے (فتح القدیر للعلامہ شوکانی) اس بابت محدث العصر شیخ البانی نے پورا ایک رسالہ لکھا ہے جس میں پوری تفصیل کے ساتھ واقعہ زیر بحث لاکر ثابت کیا ہے کہ یہ جھوٹا واقعہ ہے۔"[18]

iv. استنادِ حدیث کے سلسلے میں شیخ البانی پر اعتماد

احادیث کی صحت واستناد کے معاملے میں شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ تر شیخ ناصر الدین البانی پر اعتماد کیا ہے، چنانچہ ان کے منہج روایت میں بکثرت یہ بات دیکھنے کو ملتی ہے کہ کسی بھی روایت پر استنادی کلام میں وہ شیخ البانی سے استفادہ کرتے ہیں۔ مثلاً سورۃ النساء کی آیت ہے:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ﴾[19]

"کسی مومن کو دوسرے مومن کا قتل کر دینا زیبا نہیں مگر غلطی سے ہو جائے، (تو اور بات ہے)، جو شخص کسی مسلمان کو بلا قصد مار ڈالے اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن آزاد کرنا اور مقتول کے عزیزوں کو خون بہا پہنچانا ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ معاف کر دیں۔"

---

[17] سورۃ النجم (53): 20

Surah An-Najm (53):20.

[18] بلوچی تفسیر، ص:805۔

Balochi Tafsir, p. 805.

[19] سورۃ النساء (4) : 92

Surah An-Nisa (4):92.

اس آیت کی تفسیر میں ایک روایت ذمی کی دیت کے سلسلے میں یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دية المعاهد نصف دية الحرّ شیخ البانی نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔[20]

v. شان نزول کا بیان

بلوچی تفسیر میں شیخ ضامرانی نے "تفسیر القرآن بالسنہ "والے منہج کے تحت شان نزول کے بیان میں بھی مستند احادیث وآثار سے مدد لی ہے۔ چنانچہ سورۃ النساء کی آیت:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَتَبَيَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾[21]

"اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں جارہے ہو تو تحقیق کر لیا کرو اور جو تم سے سلام علیک کرے تم اسے یہ نہ کہہ دو کہ تو ایمان والا نہیں"۔

اس آیت کی شان نزول میں شیخ ضامرانی نے لکھا ہے:

"لہتے صحابہ چہ یک جاگہے ءَ گوزوک اتنت کہ اودا یک شپانکے پس چارینگ ءَ ات، گڈا آئی گوں گندگ ءَ اشاں سلام دات۔ صحابیاں ہمے فہم ات کہ اے چہ وتی جان ءِ ترس ءَ وتا مسلمان ظاہر کنت، ءُ سلام دنت۔ اشاں بے پٹ ءُ لوٹ کنگ ءَ ہنچو کشت، ءُ آئی پس مال ءِ غنیمت جاگہ ءَ زرت انت، ءُ واجہ ءِ خدمت ءَ حاضر بوت انت۔ ہمیشانی بابت ءَ اے آیت نازل بوت۔[22]

"صحابہ کرام کا کہیں سے گزر ہوا، وہاں ایک چرواہا بکریاں چرارہا تھا، اس نے انہیں دیکھ کر سلام کیا، صحابہ کرام نے سمجھا کہ وہ اپنی جان بچانے کی خاطر خود کو مسلمان ظاہر کر رہا ہے۔ انہوں نے بلا تحقیق اسے قتل کر ڈالا، مال مویشی بطور غنیمت لے گئے، آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ مزید مثالوں کے لئے ملاحظہ ہو۔ ص"424،288،209۔

---

(20) بلوچی تفسیر، ص:219۔

Balochi Tafsir, p. 219

21 سورۃ النساء(4): 94

Surah An-Nisa (4):94.

22 بلوچی تفسیر، ص:221۔

Balochi Tafsir, p. 221.

vi. تفسیر بالرآی

تفسیر بالرآی میں "بلوچی تفسیر" کے منہج درج ذیل ہے:

اشعار سے استدلال

شیخ عبد الغفار ضامرانی پاکیزہ شعری ذوق بھی رکھتے تھے، متعدد مقامات پر تفسیری مفہوم کو عربی، فارسی اور اردو کے اشعار کے ذریعے واضح فرماتے نظر آتے ہیں۔

(I) سورۃ البقرۃ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے کہ انہوں نے بادشاہ وقت کے سامنے توحید کے ایسے دلائل پیش کئے کہ وہ لاجواب ہو گئے، ﴿فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ﴾[23] اس آیت کے ذیل میں شیخ ضامرانی نے لکھا ہے کہ:

"توحید کے دلائل کے سامنے شرک کے دلائل کی حیثیت مکڑی کی جال سی ہے، جس کے بارے میں قرآن پاک میں آیا ہے: ﴿وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْكَبُوْتِ﴾[24]

ترجمہ: کہ کمزور ترین مکان مکڑی کا مکان ہے" اس کے بعد شیخ لکھتے ہیں:

"غور و فکر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق میں توحید کے دلائل روز روشن کی طرح واضح ہیں، جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

وَفِیْ كُلِّ شَیْئٍ لَه آیَةٌ   تَدُلُّ عَلٰی أَنهٗ وَاحِدٌ[25]

کتب سماویہ سے استدلال

شیخ ضامرانی نے ختم نبوت کے مسئلے پر دیگر کتب سماویہ سے بھی استدلال کیا ہے، چنانچہ سورۃ اعراف کی آیت:
﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ﴾[26]

---

[23] سورۃ البقرۃ،(2):258
Surah Al-Baqarah, 2:258.

[24] سورۃ العنکبوت(29):41
Surah Al-Ankabut (29):41.

[25] بلوچی تفسیر، ص:102
Balochi Tafsir, p. 102.

[26] سورۃ الاعراف(7): 157

ترجمہ: جو لوگ اس رسول نبی امیؐ کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔
اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی نے تفصیل سے بحث کی ہے اور تورات وانجیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بشارت اور اس کے علامات کی موجودگی بیان فرمائی۔ ساتھ ساتھ تورات وانجیل کی صحت واستناد پر بھی بحث کی ہے اور ان میں تحریف لفظی ومعنوی ہونے پر بھی مدلل بحث کی ہے۔ چنانچہ شیخ ضامرانی نے لکھا ہے:
"آج کل جو تورات موجود ہے اس کا بیشتر حصہ تبدیل کر دیا گیا ہے لہذا اس پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا، اس میں تحریف ہوئی ہے، اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں کی طرف ایسی بے ہودہ باتوں کو منسوب کیا گیا ہے جو کسی بھی طرح کسی آسمانی کتاب کے لائق نہیں۔[27]

vii. فقہی احکام کا التزام

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "بلوچی تفسیر" میں فقہی احکامات کے بیان میں مولانا محمد شفیع کا طرز اپنایا ہے، جس آیت کے تحت کسی فقہی جزئی یا مسئلے کے بیان کا موقع آیا آپ نے بیان فرمادیا۔ البتہ فرق یہ ہے کہ آپ مسلکاً اہل حدیث تھے، اس لئے آپ نے حنفی موقف اور دیگر مذاہب ثلاثہ کے مقابلے میں اپنا موقف مدلل انداز میں پیش فرمایا ہے۔ یہاں بطور مشتے نمونہ از خروارے صرف چند فقہی مسائل کی نشاندہی کریں گے کہ شیخ ضامرانی نے اپنی تفسیر میں فقہی مباحث کے بیان کا بھرپور التزام کیا ہے۔
(I) عموماً فقہی مسائل میں احادیث سے استدلال کیا ہے، چنانچہ قرآن پاک کی سورۃ النساء کی آیت نمبر 23 میں:
﴿وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۙ﴾[28]
ترجمہ: اور تمھارے صلبی سگے بیٹوں کی بیویاں اور تمھارا دو بہنوں کا جمع کرنا، ہاں جو گزر چکا سو گزر چکا، یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔
اس آیت کی تفسیر میں "بہت ہی ضروری مسئلہ "(چند ضروری مسائل) کے عنوان سے چار اہم فقہی مسائل تفصیلی

Surah Al-A'raf (7):157.

[27] بلوچی تفسیر، ص:407۔

Balochi Tafsir, p. 407.

[28] سورۃ النساء (4) : 23

Surah An-Nisa (4):23.

دلائل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ ان میں پہلا مسئلہ یہ بیان کیا ہے کہ:

"ایک وقت میں دو بہنیں نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے، اسی طرح آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے:

(لایجمع بین المرأة و عمتها ولابین المرأة و أختها)

یعنی خاتون اور اس کی چچی کے ساتھ اور اس کی خالہ کے ساتھ بیک وقت نکاح نہیں کیا جا سکتا۔[29]

viii. کلامی مباحث کا التزام:

شیخ عبد الغفار ضامرانی سلفیؒ نے اپنی تفسیر میں کلامی مباحث کا بھی التزام کیا ہے

استواء علی العرش

استواء علی العرش کے مسئلے پر جو موقف اپنی تفسیر میں پیش کیا ہے وہ ابن تیمیہؒ کا موقف ہے۔

سورۃ طہ کی آیت ہے

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾[30]

اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی نے لکھا ہے:

"استواء علی العرش یعنی اللہ پاک کا عرش پر مستوی ہونا یہ کیسے ہے؟ یہ ہم نہیں جانتے۔ ہم یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے، لیکن کیسے؟ وہ اسی طرح جو اس کے لائق ہے۔ سلف صالحین کا مذہب یہی ہے۔

امام دارالہجرہ مالک بن انسؒ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ اے ابو عبداللہ قرآن پاک کی یہ آیت "(اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى) --- اس میں استواء کا لفظ آیا ہے۔ استواء کی کیفیت کیا ہوگی؟ راوی کہتا ہے کہ امام مالک اس سوال پر ایسا ناراض ہوگئے کہ اس سے پہلے یوں ناراضگی کا اظہار میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور ان کے پسینے نکل گئے، بعد میں جب ان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو کہنے لگے کہ: استواء کی کیفیت عقل و فہم سے ماوراء ہے، یعنی استواء کی کیفیت معلوم نہیں ہو سکتی، اور استواء معلوم ہے (یعنی وہ مستوی ہے قرآن نے اس کی گواہی دی ہے کہ اللہ پاک عرش کے اوپر ہیں) اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کی کیفیت کے بارے میں پوچھنا بدعت ہے، امام مالک نے

---

[29] بلوچی تفسیر، ص:188،

Balochi Tafsir, p. 188.

[30] سورۃ طہ (20): 5

Surah Taha (20):5.

اس سوال کرنے والے کو کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم گمراہ ہو، پھر اسے مجلس سے نکالنے کا حکم دیا اور شاگردوں نے اسے نکال دیا"۔

اور یہی موقف ابن تیمیہؒ کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے جہت فوقیت ثابت کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے ظاہرِ نصوص سے استدلال کرتے ہیں، چنانچہ ابن تیمیہ اپنے رسالہ میں "الحموية الكبرىٰ" میں لکھتے ہیں:

"کتاب اللہ اول سے آخر تک اور سنت رسول اللہ ﷺ اول سے آخر تک، پھر عام کلام صحابہ و تابعینؒ، پھر سارے ائمہ کا کلام بھی پوری طرح اس امر کی صراحت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے اوپر ہے اور عرش کے اوپر ہے اور وہ آسمان کے اوپر ہے۔[31] لقوله تعالیٰ :

I. ﴿ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ ﴾[32]

II. ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ﴾[33]

III. ﴿تَعْرُجُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَیْهِ﴾[34]

IV. ﴿اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ﴾[35]

V. ﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ﴾[36]

اور احادیث میں قصہ معراج اور فرشتوں کا نزول وصعود الی السماء موجود ہے۔"[37]

---

[31] بلوچی تفسیر ص:734۔
Balochi Tafsir, p. 734.

[32] سورۃ آل عمران(3): 55
Surah Aal-e-Imran (3):55.

[33] سورۃ النساء(4): 158
Surah An-Nisa (4):158.

[34] سورۃ المعارج(70): 4
Surah Al-Ma'arij (70):4.

[35] سورۃ فاطر(35): 10
Surah Fatir (35):10.

[36] سورۃ الملک(67): 16
Surah Al-Mulk (67):16.

[37] ابوزہرہ، حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ترجمہ: رئیس احمد جعفری ندوی، مقدمہ: غلام رسول مہر، تنقیح، تحقیق، اضافہ: ابو الطیب محمد عطاء اللہ حنیف، لاہور، المکتبہ السلفیہ، شیش محل روڈ، 1971ء، ص: 410۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے مزید لکھا ہے:

"نہ کتاب اللہ میں، نہ سنت رسول اللہ میں، نہ سلف امت سے، نہ صحابہ و تابعینؒ سے، نہ ائمہ سے کوئی حرف اس کے خلاف نقل ہوا ہے اور نہ کسی نے اس میں سے یہ کہا کہ اللہ آسمان میں نہیں ہے اور نہ کسی نے کہا کہ وہ عرش پر نہیں ہے، نہ یہ کہا کہ وہ ہر جگہ ہے، نہ یہ کہا کہ سارے مقامات اس کی نسبت سے برابر ہیں، نہ یہ کہا کہ وہ نہ داخل عالم ہے، نہ خارج عالم ہے، نہ کسی نے کہا کہ وہ نہ متصل ہے، نہ منفصل ہے، نہ کسی نے یہ کہا کہ اس کی طرف انگلیوں وغیرہ سے اشارہ حسیّہ نہیں کر سکتے۔"[38]

استوا علی العرش کے مسئلے میں شیخ عبد الغفار ضامرانی کا موقف علامہ ابن تیمیہ کے موقف کے موافق ہے اور یہ موقف عملاً تشبیہ و تجسیم والے موقف ہی کی مانند نظر آرہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات مبارک ہر قسم کی تشبیہ اور تجسیم سے پاک ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾[39]

صفت معیت کا مسئلہ

شیخ عبد الغفار ضامرانی نے متعدد آیات کے ذیل میں "صفتِ معیت" کے حوالے سے قدرے تفصیل سے اپنا موقف پیش کیا ہے۔ سورۃ طٰہٰ میں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰى﴾[40]

اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ڈرو مت، میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔

Abu Zuhra, Hayat Sheikh al-Islam Ibn Taymiyyah, Translation: Raees Ahmed Jafri Nadwi, Introduction: Ghulam Rasool Mehr, Editing, Verification, Addition: Abu Al-Taib Muhammad Ataullah Hanif, Lahore, Al-Maktabah Al-Salafiyyah, Shish Mahal Road, 1971, p. 410.

[38] حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ص:410۔

Hayat Sheikh al-Islam Ibn Taymiyyah, p. 410.

[39] سورۃ الشوریٰ(42):11

Surah Taha (20):46.

[40] سورۃ طٰہٰ(20):46

Surah Taha (20):46.

اس آیت کی تشریح میں شیخ ضامرانی نے معیت خداوندی" والی صفت پر تفصیل سے بحث کی ہے، لکھا ہے:
"یعنی میں تمھارے ساتھ ہوں اب تم پریشان مت ہو جانا۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ اپنی معیت کی تفسیر بیان فرما رہے ہیں کہ میں تمھارے ساتھ ہوں علم و رؤیت کے اعتبار سے یعنی جاننے اور دیکھنے کے لحاظ سے، نہ بذاتہ و نفسہ (یعنی نہ کہ بذات خود)، اس آیت میں ان لوگوں کی ردّ موجود ہے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ بذات خود موجود ہے ، لیکن یہ آیت ان کی تردید کر رہی ہے کہ اللہ پاک بذاتہ ہر جگہ موجود نہیں بلکہ علم و رؤیت کے لحاظ سے ہمارے ساتھ موجود ہے کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں اس کے علم اور دیکھنے کے دائرے میں ہیں، اور اس کی ذات عرش کے اوپر موجود ہے جیسا کہ قرآن پاک کے بہت سے مقامات پر آیا ہے: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾[41] (سورۃ طہ) کہ اللہ پاک عرش کے اوپر ہے۔ ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (سورۃ یونس) اور سورۃ السجدہ کی آیت نمبر 4 میں ہے "پھر وہ عرش پر قائم ہوئے"۔

"کشف ساق" کا مسئلہ

شیخ عبد الغفار ضامرانیؒ نے ﴿ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ ﴾ والی آیت کی تفسیر میں ساق کو حقیقی معنی میں مراد لیا ہے اور کیفیت کو مجہول قرار دیا ہے جو عام طور پر صفات متشابہات میں اہل ظواہر کا طرز تفسیر ہے۔[42]
شیخ عبد الغفار ضامرانیؒ نے سورۃ الرحمٰن کی آیت کے ذیل میں "وجہ" کی تاویل "ذات" سے کی ہے۔

﴿وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ﴾[43]

اور باقی رہے گا تمھارے رب کا وجہ (ذات) جو جلال و اکرام والا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی نے لکھا ہے:
"وجہ" چہرے کو کہتے ہیں، مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، عربی زبان میں کبھی کسی چیز کا جزو بول کر کل مراد لیا جاتا

---

[41] سورۃ طہ (20): 5

Surah Taha (20):5.

[42] بلوچی تفسیر، ص: 1254۔

Balochi Tafsir, p. 1254.

[43] سورۃ الرحمٰن (55): 27

Surah Ar-Rahman (55):27.

ہے؛"۔[44]

خلاصہ کلام یہ کہ شیخ ضامرانی نے متشابہات کو حقیقت پر محمول کیا ہے اور کہیں تاویل کا طریقہ اپنایا۔

نتائج تحقیق

زیر نظر مقالہ "بلوچی تفسیر کے تفسیری منہج کا تحقیقی مطالعہ" سے ماخوذ نتائج درج ذیل ہیں:

(1) "بلوچی تفسیر" مکران، بلوچستان سے تعلق رکھنے والے ایک عظیم المرتبت سلفی عالم دین شیخ عبد الغفار ضامرانیؒ کی تالیف ہے۔ موصوف 31 مئی2004ء کو وفات پاگئے۔ یہ تفسیر بلوچی زبان میں تفسیر بالماثور کے طرز پر پہلی تفسیر ہے جو ایک جلد پر مشتمل ہے۔ جامعہ سلفیہ دعوۃ الحق کوئٹہ سے اکتوبر2012ء کو شائع ہوئی۔

(2) بلوچی تفسیر کے پچیس پاروں کا ترجمہ و تفسیر مؤلف نے خود لکھے، باقی ابتدائی پانچ پاروں کی تکمیل ان کی وفات کے بعد ان کے بھتیجے حافظ محمد اسماعیل ضامرانی نے کی۔

(3) "بلوچی تفسیر" میں مؤلف نے تفسیر القرآن بالقرآن کا اسلوب بہت کثرت سے اپنایا ہے اور اس حوالے سے قرآن فہمی کے نئے در وا کئے ہیں۔

(4) تفسیر القرآن بالسنہ کے طرز پر مصنف نے احادیث وآثار کا عظیم ذخیرہ تفسیر ہذا میں جمع فرمایا ہے۔ واضح رہے کہ احادیث کی روایت میں انہوں نے صحتِ روایت کا بہت حد تک خیال رکھا ہے اور اس حوالے سے ان کا زیادہ تر اعتماد شیخ ناصر الدین البانی کی تحقیقات پر رہا ہے۔

(5) اسرائیلی روایات کے بیان میں شیخ ضامرانی نے کسی حد تک احتیاط سے کام لیا ہے، تاہم جہاں ضرورت پڑی ہے تو ان کے استنادی حیثیت پر کھل کر گفتگو بھی فرمائی ہے۔

(6) "تفسیر بالرای" کے سلسلے میں انہوں نے ماہرین لغت وادب کے آثر سے لغوی وصرفی اور

---

[44] بلوچی تفسیر، ص:1183۔

Balochi Tafsir, p. 1183.

نحوی تحقیق بھی جابجا پیش فرمائی ہے۔ مدعا کو واضح کرنے کے لئے اردو، عربی، فارسی اشعار سے بھی مدد لی ہے۔

(7) فقہی احکامات کے بیان پر بھرپور توجہ دی ہے۔ مفتی محمد شفیعؒ کے طرز پر جس آیت کے تحت کوئی فقہی مسئلہ یا جزئی ثابت ہو رہا ہو تا اسے بیان فرمایا اور مسلکاً سلفی ہونے کے ناطے زیادہ تر ابن تیمیہؒ اور ابن القیمؒ وغیرہ کی رائے کو ترجیح دی ہے۔

(8) بہت سے مسائل میں جمہور امت سے ہٹ کر رائے قائم کی ہے، چاہے وہ عقائد و کلام سے متعلق ہوں یا فقہ و فتاویٰ کے حوالے سے ہوں۔

(9) بلوچی تفسیر قدیم و جدید کتب تفسیر، حدیث و اصول حدیث اور فقہ و عقائد کی عظیم کتابوں کا نچوڑ ہے۔ جس سے ہر تعلیم یافتہ شخص فہم قرآن کے حوالے سے استفادہ کر سکتا ہے۔